عمل کر رہے ہیں دوپہر کے سورج کی طرح یہ روشن حقیقت ہے کہ اردو عرب، ایران، شام و فلسطین اور مصر و عراق وغیرہ کسی اسلامی ملک سے اپنا نسلی اور خاندانی تعلق نہیں رکھتی۔ وہ اسی ملک میں پیدا ہوئی اور یہیں پلی بڑھی اور جوان ہوکر پروان چڑھی یہی ملک اس کی جنم بھومی ہے اور یہاں کی سب قوموں نے اس کی تعمیر و تشکیل اور اس کی تربیت و ترقی میں برابر کا حصہ لیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ جس طرح عربی میں ہر باشندۂ ہند کو ہندی کہتے ہیں اور ہندو کو ہندوکی یا ہندوسی کہتے ہیں اسی طرح اردو کو عربی میں ہندیہ کہا جاتا ہے، اگر اردو زبان کے افعال و اسماء اور حروف کا تجزیہ کیا جائے تو اس میں ۷۵ فی صدی الفاظ خود ہندوستان کی پرانی بھاشاؤں کے ملیں گے اور ۲۵ فی صدی الفاظ عربی فارسی اور ترکی وغیرہ کے پائے جائیں گے لیکن اس ضد اور ہٹ کا کچھ ٹھکانا ہے کہ ان سب کھلی کھلی حقیقتوں اور وضاحتوں کے باوجود ٹنڈن جی یوپی کی اس خالص لسانی تحریک کو ہندوستان میں عربی تمدن کی بنیاد قائم کرنے کا مرادف سمجھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جو لوگ اس تحریک کی مدد کر رہے ہیں وہ ملک میں پھر دو قومی نظریہ کی تخم ریزی کرنا چاہتے ہیں -!!

تعجب کی بات یہ ہے کہ ٹنڈن جی اکثریت کے فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں لیکن باتیں وہ اس شخص کی سی کرتے ہیں جو احساس کمتری میں مبتلا ہو جس شخص میں برتری کا احساس ہوتا ہے اس میں بلند نظری عالی حوصلگی اور ایک بے نیازی و درگذر کی شان پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن احساس کمتری کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس مرض کے مریض میں تنگ دلی، چڑچڑاپن اور جھنجھلاہٹ کے اوصاف پیدا ہو جاتے ہیں۔ ٹنڈن جی کا اردو کی لسانی تحریک کو ہندی کی مخالفت پر محمول کرنا درآنحالیکہ ہندی پورے ملک کی ریاستی زبان ہے اور بلا اختلاف رائے اس کو ہر ایک نے تسلیم کر لیا ہے اور اس پر عمل بھی ہو رہا ہے۔ نفسیات کی زبان میں بجز احساس کمتری کے اس کو اور کس چیز پر محمول کیا جائے وہ آخر ہندی کو اس قدر کمزور کیوں سمجھتے ہیں کہ حکومت اور اہل ملک کی ہر ممکن امداد و اعانت کے باوجود اگر اردو کو اترپردیش میں ایک علاقائی زبان کی حیثیت دے دی گئی تو اس سے ہندی پر زوال آجائے گا اس ملک میں اردو کی طرح اور بھی تیرہ زبانیں ہیں جو بولی جاتی ہیں اگر ان زبانوں کی علاقائی حیثیت ہندی کے لئے